رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۵

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان۔

جلد ۸ | مورخہ ۸ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۱ شوال سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود میں خدا کے فضل و کرم سے خیر و عافیت ہے۔

کئی دن سے گرمی سخت پڑ رہی تھی۔ ۶ اور ۷ جولائی کی درمیانی شب میں کسی قدر بارش ہوئی۔ مطلع ابر آلود ہی۔

مسجد اقصیٰ میں سائبانوں کا کافی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ کے دن نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ صدر انجمن نے کچھ رقم منظور کی ہے۔ لیکن اگر سائبانوں کی تیاری کی یہی رفتار رہی۔ تو خیال ہوتا ہے کہ اس دفعہ موسم گرما یونہی گذر جائیگا۔

قصبہ کی صفائی کی حالت قابل توجہ ہو رہی ہے۔ کئی مقامات پر گندگی کے ڈھیر کئی دن تک پڑے رہتے ہیں ؏

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ
(نمبر ۲)

پچھلی رپورٹ کے بعد یہاں کئی لوگوں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ جن میں سے دو شخص ایک صاحب اور ایک لیڈی داخل اسلام ہوئے۔ مفصل رپورٹ بمعہ پچھلے نو مسلموں کے ناموں کے انشاء اللہ اگلے ہفتے دی جائیگی۔ اخبار نیویارک ٹائمز میں جو اس ملک کے بڑے اخباروں میں سے ہے۔ ایک مضمون تائید اسلام میں شائع ہوا ہے۔ جو میں نے ایڈیٹر کو لکھا تھا۔

چند متعصب عیسائیوں کی فتنہ پردازی کے سبب جو اشاعت اسلام کے کام کو دیکھ نہیں سکتے۔ مکان تبدیل کرنا پڑا ہے۔ اسواسطے پتہ تبدیل ہو گیا ہے۔ آیندہ خط و کتابت ذیل کے ایڈریس پر ہو۔

Mufti Mohd: Sadiq.
1897. Mdison Avenue.
New York City.
(U. S. America.)

۱۹ مئی بدھ کے دن یہاں پہلا روزہ ہوا۔ اس دن طلوع آفتاب ساڑھے چار بجے تھا۔ اور آغاز صبح صادق یعنی اذان نماز فجر کا وقت ۲ بجے ۵۰ منٹ تھا۔ اور غروب آفتاب ۷ بجے اٹھارہ منٹ اسطرح پہلا روزہ سولہ گھنٹہ اٹھائیس منٹ کا ہوا۔ محمد صادق

مولود مسعود

یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس لیر کوٹلہ (مقیم دہلی) کے منجھلے صاحبزادے خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ہاں فرزند متولد ہوا ہے۔ جس سے حضرت مسیح موعود کی آل میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور اضافہ فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود کو صاحب عمر اور دین و دنیا میں مفلح بنائے

مدراس میں ہمارا مبلغ زخمی کیا گیا

مدراس سے ۳۰ جون کو حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہنچا۔

"حکیم خلیل احمد صاحب مخالفین کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے ہیں۔ تار حالت اچھی ہے۔ خط عنقریب پہنچ جائیگا۔ محمد سعید"

اسکے بعد مفصل کیفیت بذریعہ خط پہنچی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مخالفین کئی ماہ سے شرارتیں کر رہے تھے۔ اکیلے دکیلے احمدی کو پکڑ کر مارتے اور کپڑے اتار لیتے۔ احمدیوں کے گھروں میں گندگی اور اس میں خاص اہتمام سے نمک ملا کر پھینکتے۔ آخر ان کی وحشت اور درندگی یہاں تک بڑھ گئی کہ ۲۸ جون اڑھائی بجے کے قریب جب مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ کمرہ میں بیٹھے خط لکھ رہے تھے۔ اور بالکل تنہا تھے۔ تو ایک سیاہ فام شخص نے حجرہ میں داخل ہو کر ایک موٹے لٹھ سے اچانک ان کے سر پر ضرب لگائی اور رد کی تمام کرتے ہوئے بھی وار کرتا رہا جس سے بہت خون نکلا۔ حکیم محمد سعید صاحب چودہری کو جو کہ مدراس کے پُرجوش احمدی ہیں۔ جب اس بات کا علم ہوا۔ اور وہ گئے تو اس وقت حکیم صاحب کے مکان کے سامنے والے مکانات کے بھی لوگ نہایت ہمدردی کے ساتھ حکیم صاحب کی مرہم پٹی کر رہے تھے۔ اور بہت سے لوگ ہمدردی کا اظہار کرتے رہے۔

دوسرے دن صبح کو پولیس انسپکٹر مکان پر آیا اور مقدمہ چلانے کے لئے بے حد اصرار کیا۔ لیکن حکیم صاحب نے انکار کر دیا۔

یہ حالات نہایت ہی افسوسناک ہیں۔ لیکن ہم حکیم خلیل احمد صاحب کے راہ خدا میں زخمی ہونے پر افسوس کرنے کی بجائے ان لوگوں کی حالت پر ماتم کرینگے۔ جو حق اور صداقت کو جبر اور ظلم کے ذریعہ دبانا چاہتے ہیں۔ کیا ہمارے مبلغ سے اس قسم کا سلوک ان لوگوں کے لئے شرم کا موجب نہیں ہے۔ جو اس امر پر چیختے چلاتے ہیں کہ عیسائی مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں۔ اگر مسلمان اس درجہ ذلیل اور رسوا ہو کر بھی ان لوگوں سے ہمسائیت کا سلوک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جو امن اور صلح کے ساتھ حق اور صداقت کا پیغام جابجا پہنچانے کے لئے گھر سے بے گھر اور وطن سے بے وطن پھرتے ہیں۔ تو انہیں ان لوگوں سے جو دنیوی ترقی کے عروج پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور جن کے پاس طاقت اور قوت ہے کسی قسم کی شکایت کرنے کا کیا حق ہے۔

کاش مسلمان کہلانے والے سوچیں۔ اور غور کریں کہ کیا یہی شان اسلام ہے۔ جو ان کے افعال و اعمال سے ظاہر ہو رہی ہے۔

اخبار احمدیہ

اعلیٰ امتحانات میں کامیاب ہونیوالے احمدی

ہمارے اعلان کے بعد صرف ان تین صاحبوں کا ہمیں علم ہوا ہے۔ (۱) غلام حیدر صاحب احمدی گوجراتی۔ بی اے۔ اور شیخ بشیر احمد صاحب پٹیالوی و شیخ بشیر احمد گوجرانوالہ ایف اے میں پاس ہوئے۔

ولادت

شیخ رحمت اللہ صاحب چرم فروش موگہ کے ہاں ۲۸ جون کو لڑکا اور چودہری علی محمد صاحب قادیان کے ۳ جولائی کو لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

درخواست دعا

(۱) میری ایک سالہ لڑکی کی آنکھوں میں دکھنے کے باعث پھولے پڑ گئے ہیں۔ احباب دعا کریں مجھے کوئی دوائی بھی بتائیں (نصر اللہ احمدی سب اوورسیر بنگلہ قاسم مردان) (۲) اللہ تعالیٰ میرے دینی و دنیوی مقاصد پورے کرے (ملک بشیر علی کنجاہ) (۳) میرے گھٹنے میں دو ماہ سے درد ہے۔ احباب دعا فرمائیں (محمد یامین تاجر کتب قادیان) (۴) میرے ایک محسن مولوی غلام احمد صاحب کٹک کو سانپ نے ڈس لیا ہے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعجاز احمد عثمان (غیر احمدی سُنّی) بچھار پورہ گجرات) (۵) میں ڈیڑھ ہفتہ سے بخار میں مبتلا ہوں میرے لئے دعا کی جائے (غلام حسین سکندر آبادی متعلم ہائی سکول قادیان) (۶) میرے لئے دعا فرمائی جائے (احمد الدین احمدی متعلم میڈیکل کالج لاہور) (۷) میرے وطن میں میں اکیلا احمدی ہوں احباب ترقی احمدیت کیلئے دعا فرمائیں۔ (ڈاکٹر) حافظ محمد احسان [illegible]

قبولیت دعا

اکبر خان صاحب پٹواری موضع دیوی ضلع سیالکوٹ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ۲ کی خدمت میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میری لڑکی سخت بیمار ہو گئی حتےٰ کہ اس کی زیست سے مایوسی ہو گئی۔ میں اس حالت میں جنگل میں گیا۔ اور وہاں مجھ کو آپ کا ارشاد متعلق صدقہ یاد آیا۔ میں صدقہ دینے کی نیت کر کے جب گھر آیا۔ تو لڑکی کو ہوش میں پایا۔ صدقہ کی رقم ارسال کی گئی ہے۔ اس کے بعد لڑکی کو افاقہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور اب آرام ہے۔

اعلان نکاح

بتاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:- (۱) میر غلام حیدر صاحب ساکن خیرپور میرس کا نکاح مسماۃ انعام الٰہی بنت مولوی احمد حسن صاحب ساکن ضلع مظفرنگر سے پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ مہر پر اور (۲) میاں عنایت اللہ صاحب قادیانی کا نکاح مسماۃ غلام فاطمہ بنت حکیم عبداللہ صاحب ساکن کپورتھلہ سے مبلغ (عہ) صد روپیہ مہر پر پڑھا۔ (۳) بتاریخ ۲۶ جون سنہ ۱۹۲۰ء بعد نماز مغرب بمقام فیروزپور منشی غلام محمد صاحب کے لڑکے امام الدین صاحب امرتسری کا نکاح امۃ العزیز بیگم دختر مولوی احمد الدین صاحب مرحوم فیروزپوری کے ساتھ بعوض مبلغ چار صد روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہ نکاح جانبین کے لئے مبارک ہو۔ آمین۔ ناظر امور عامہ قادیان

نماز جنازہ

مرزا کبیر الدین احمد صاحب احمدی لکھنوی کے والد مولوی امیر الدین صاحب احمدی بعمر ۸۰ سال ۱۱ جون سنہ ۱۹۲۰ء کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مسیح موعود کے عاشق تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

اطلاع

(۱) [illegible] جلد [illegible] ختم [illegible] دفتر [illegible] ۵ جولائی [illegible] اخبار [illegible]
(۲) [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۸ - جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

مسٹر ظفر علی کی بیہودہ سرائی

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں ہم نے "مسٹر ظفر علیخان کی تہذیب" کے عنوان سے ایک مختصر سا مضمون شائع کیا تھا جس میں اس اعتراض کا جواب دیا تھا۔ جو مسٹر ظفر علی نے سردار نصر اللہ خان کی وفات کی خبر کے متعلق ہم پر کیا تھا۔ چونکہ کیا بلحاظ اخلاق اور کیا بلحاظ قانون اس مضمون کی تمام و کمال ذمہ داری الفضل پر عائد ہوتی ہے اسلئے عقل و انصاف کا تقاضا تو یہی تھا کہ اسکے متعلق مسٹر ظفر علی جو کچھ لکھتے۔ وہ الفضل کو مخاطب کرکے لکھتے۔ مگر انہوں نے جماعت احمدیہ کی دل آزاری کے لئے امام جماعت احمدیہ کی شان میں بیہودہ سرائی کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اگرچہ یہ حد درجہ کی کمینگی ہے لیکن جس تہذیب اور شرافت کے مالک مسٹر ظفر علی ہیں۔ اس سے اور توقع ہی کیا کی جاسکتی ہے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے جب اصل مضمون کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ظفر علی نے اسے نہایت ہی سراسیمگی اور خفگی کی حالت میں لکھا ہے۔ شروع سے لیکر آخر تک سارا زور اسبات پر صرف کیا گیا ہے۔ کہ ہم انگریزی گورنمنٹ کے نزدیک غدار ثابت کرنے کے لئے ان کے خلاف اسی قسم کی کوششیں کرتے ہیں۔ جس قسم کی محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کیا کرتا ہے۔ اور مضمون کا عنوان بھی "مسٹر مرزا بشیر الدین محمود سی۔ آئی۔ ڈی" رکھا گیا ہے۔ لیکن اسکے ثبوت میں ایک خود ساختہ فسانہ کے رنگ میں بچیلا رونا رونے کے بعد (جسکے متعلق ہم ان کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ اس میموریل کا وجود ثابت کر دیں۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنے اخبار میں کیا ہے۔ تو ہم انکو انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر وہ اس کا ثبوت نہ دے سکیں۔ تو ان کا کذاب ہونا خود انکی اپنی زبان سے ثابت ہو جائیگا) الفضل کا وہ مضمون پیش کیا ہے جو ہم نے انکے جواب میں لکھا تھا اور جس میں انکی چھیڑ خانی کی وجہ یہ بتائی تھی کہ:

"خواہ مخواہ ہمارے سر ہونے کا موجب مسٹر ظفر علی کی یہی غرض ہے کہ بجائے اس کے بجوان افغانی وفد کی شان میں قصیدہ خوانی کرا رہی ہے۔"

اگرچہ ہم نے اس غرض کی کوئی تشریح نہیں کی تھی۔ لیکن خود انہوں نے لکھا ہے کہ:-

"گویا ہم علامہ محمود طرزی اور انکے رفقاء کو محض اسلئے اچھا کہتے ہیں کہ ہمیں دولت مستقلہ خداداد افغانستان سے کوئی وظیفہ ملتا ہے یا ملنے کی امید ہے۔"

یہ نتیجہ جو انہوں نے ہماری تحریر سے نکالا ہے وہ کہانتک درست ہے۔ اسکو تو ہم ناظرین کرام پر ہی چھوڑتے ہیں۔ ہاں انکی خدمت میں اسقدر کہدینا چاہتے ہیں کہ چور کی داڑھی میں تنکے کی مثال بالکل سچی مثال ہے۔

ہم اسجگہ یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ مسٹر ظفر علی کی نیت کی خرابی وفد افغانی پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتی۔ اور ہمیں تعجب ہے۔ کہ جب کہ ایک طرف مسٹر ظفر علی افغانستان کے موجودہ فرمانروا کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ جنکی نسبت ہمیں وفد افغانستان نے یقین دلایا ہے کہ وہ کسی مذہب و ملت سے پرخاش نہیں رکھتے۔ اسلئے ہم بھی انکے نیک خواہ ہیں۔ وہاں وہ امیر نصر اللہ خان کی محبت میں ایسے سرشار کیوں ہیں۔ جنکو ہز میجسٹی امیر امان اللہ خانصاحب نے ملک کے لئے مضر سمجھ کر نگرانی میں رکھا ہوا تھا۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہز میجسٹی امیر افغانستان اور انکے افغانی تعریف زمیندار محض بعض اغراض ذمیمہ کی وجہ سے کرتا ہے ورنہ دراصل اسکو دلی ہمدردی اسی باغی اور دشمن ملک گروہ سے ہے جو سردار نصر اللہ خان کی محبت میں اس امر کا دعویدار ہے کہ ہز میجسٹی نے اپنے پر سے الزام دور کرنے کے لئے سردار نصر اللہ خان کو قید کر دیا تھا۔

ہاں ہم مسٹر ظفر علی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپنے کس عقل و فہم کی بناء پر الفضل کو اپنے خلاف محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کی کوششوں کی سی کوشش کرنے کا مجرم قرار دیا ہے۔ کیا سی۔ آئی۔ ڈی (خفیہ پولیس) کی نوعیت ہی ظاہر نہیں کرتی۔ کہ ایک اخبار کے مضمون اور خفیہ پولیس کے فرائض میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔ لیکن یہ فرق تو وہ دیکھے جسکے حواس عداوت اور حسد و دشمنی کیوجہ سے جاتے نہ رہے ہوں اور جسکی آنکھوں پر جہالت اور نادانی کی پٹی نہ بندھی ہو۔

اس سے بھی بڑھکر مسٹر ظفر علی نے اپنی سراسیمگی کا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ ایک طرف تو ہمارے وفد کی قائممقام دولت افغانیہ سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"آپ ان سے بھی چندہ مانگنے گئے ہونگے جسکی آج کل آپ (امام جماعت احمدیہ) کو سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

لیکن دوسری طرف محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کو بدنام کرنے کی کوشش کرنے کے بعد اسی کے آگے ناک رگڑتے ہوئے یہ لکھ دیا ہے کہ:-

"ہم تو وثوق سے کہتے ہیں کہ اگر سی۔ آئی۔ ڈی والوں کے پاس اتنا روپیہ ہوتا۔ جتنا مسٹر بشیر الدین محمود کے پاس ہے۔ تو سی۔ آئی۔ ڈی والے فرشتے ہو جائیں۔" (جسکے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہیں کہ سی۔ آئی۔ ڈی کے ملازم محض روپیہ کی خاطر ایمان فروشی کر رہے ہیں) ان دونوں بیانوں کو پڑھکر کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کسی ہوشمند اور باعقل انسان کے الفاظ ہیں۔ اگر امام جماعت کو "آجکل" "روپیہ کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے"۔ اور بقول مسٹر ظفر علی اسی لئے ہمارا وفد منصوری گیا تھا۔ تو پھر اس کا کیا مطلب کہ "اگر سی۔ آئی۔ ڈی والوں کے پاس اتنا روپیہ ہو۔ جتنا مسٹر بشیر الدین محمود کے پاس ہے۔ تو سی آئی ڈی والے فرشتے ہو جائیں"۔ کیا یہ صاف طور پر حواس باختگی کا ثبوت نہیں ہے۔

ابتداً مسٹر ظفر علی نے جو سوال اٹھایا تھا وہ ان ہی الفاظ میں تھا کہ ہمنے سردار نصر اللہ خان کی وفات کی خبر شایع کرتے ہوئے کیوں "اسکے گذشتہ اعمال و افعال پر چشم پوشی کر کے پردہ اغماض ڈالکر رسمی طور پر اظہار حزن و ملال" نہیں کیا اور کیوں خدا کی رحمت اور مغفرت کے اسکے حق میں طالب نہیں ہوئے۔ اسکا جواب ہمنے یہ دیا تھا کہ:-

"جب ہمیں مسلمان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ شقی ازلی قرار دیکر قابل رجم ٹھہرایا جاتا ہے تو ہمارے رسمی اظہار حزن و ملال اور دعائے رحمت و مغفرت کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے کہ اسکے لئے مسٹر ظفر علی کو اسقدر توجہ فرمائی کی ضرورت پیش آئی۔"

اسکے متعلق وہ ارشاد فرماتے ہیں:-

"آپ کا یہ شکوہ سر آنکھوں پر۔ لیکن حضرات یہ تو فرمائیے کہ اگر آپکو مسلمان نہیں سمجھا جاتا تو آپ ہی کس کو مسلمان سمجھتے ہیں اور آپکو مسلمان سمجھے تو کون؟ آپ میں کونسی بات اسلام کی باقی رہ گئی ہے۔"

لیکن وہ ذرا ہوش و خرد سے کام لیکر فرمائیں کہ یہ بات کیا ہوئی۔ یہی تو ہم کہتے ہیں کہ جب آپکے نزدیک ہم مسلمان نہیں ہیں اور آپ ہم میں اسلام کی کوئی بات نہیں پاتے۔ تو کسی مرنیوالے کے لئے ہماری دعاء رحمت و مغفرت کے طالب ہی کس منہ سے ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم دعاء مغفرت نہ کریں تو آپ نعل در آتش ہو کر ہمارے گلے کا ہار کیوں بنتے ہیں۔ اس کا کوئی معقول جواب مرحمت فرمائیے۔ ورنہ یہی کہا جائیگا کہ آپنے اپنی سنہری روپہلی اغراض کی خاطر خواہ مخواہ ہمارے سر ہونے کی تکلیف گوارا کی ہے۔

رہا آپکا ہمارے متعلق یہ لکھنا کہ:-

"یہ مقامات مقدسہ پر گولے برسیں تو آپکے کان پر جوں تک نہ رینگے حضرت سلطان المعظم قید ہوں تم آپ ٹس سے مس نہ ہوں۔ خلافت کا پیرہن پارہ پارہ ہو۔ تو آپ مارے خوشی کے بغلیں بجائیں۔"

اسکی نسبت ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپکے نزدیک ان امور کے متعلق ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اسلئے ہم مسلمان نہیں۔ تو آپ ہی فرمائیے۔ اسلام کے ٹھیکیدار بنکے

آپ نے کیا کر دکھایا ہے۔ مقامات مقدسہ پر گولہ باری کے مقابلہ میں (خاکم بدہن قائل) آپ نے کیا کیا۔ اور کب اسکی مدافعت کے لئے ہتھیار اٹھائے ہیں۔ سلطان المعظم کو قید سے چھڑانے کے لئے کیا کوشش کی ہے۔ اور پیرہن خلافت کو پارہ پارہ دیکھ کر آپ نے کیا رفوگری کی ہے۔ اگر آپ نے عملی طور پر کچھ کر کے دکھایا ہوتا تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن جب آپ خود باایں شور اشوری کچھ بھی نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں اور نہ کرتے ہیں۔ بلکہ عوام کو جس خطرناک راستہ پر ڈال رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی تباہ کن ہے۔ تو ان امور کو پیش رکھ کے ہمیں اسلام سے خارج کرتے ہوئے آپ کو شرم کرنی چاہیئے۔ ہمیں سلطنت ٹرکی کی تباہی اور بربادی کا صدمہ اور رنج ہے۔ اور ہمارے نزدیک اس وقت جو کچھ اس کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ وہ ہم نے نہایت دردِ دل سے پیش کر دیا۔ مستقل رسالے چھپا کر شائع کئے۔ اور اپنے قائم مقام کو مشورہ دینے کے لئے خاص طور پر جلسوں اور کانفرنسوں میں بھیجنے سے دریغ نہیں کیا جس کا مسٹر ظفر علی کو بھی اعتراف ہے۔ کیا یہ سب باتیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ ترکوں کے مٹنے پر ہم خوشی منا رہے ہیں۔ لیکن اگر ہماری ان کوششوں سے مسٹر ظفر علی نے یہی نتیجہ نکالا ہے۔ تو ہم ان کی سمجھ اور عقل پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اخیر میں ہم یہ بھی کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسٹر ظفر علی کو اتنی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ہمارے اصل الفاظ پیش کر کے ان کا جواب دیتے۔ بلکہ انہوں نے بددیانتی سے خود الفاظ گھڑ کے ہماری طرف منسوب کر دئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"ہمارے اعتراض کا جواب ۲۷ جون کے الفضل میں پوری قادیانی شان کے ساتھ بالفاظ ذیل دیا گیا ہے۔

ہمارے مولوی عبد اللطیف صاحب کو نصر اللہ خان نے سنگسار کروایا تھا۔ اس کے مرنے سے ہمیں کیونکر رنج و ملال ہو سکتا۔

یہ فقرہ اس امام اولی الامر اس مامور من اللہ ابن فضل عمر اس خلیفۃ المسیح کا بتایا ہوا فقرہ ہے۔ جسے آپنے دوسرے آسمانی کمالات کے ساتھ حضور سرور کون و مکان کی ذات قدسی صفات کے بروز کے پرتو ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔"

لیکن جو فقرہ مع اس فقرہ کے جو الفاظ ہماری طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ ہرگز ہمارے نہیں ہیں بلکہ مسٹر ظفر علی کے خود ساختہ ہیں۔ ہم انہیں چیلنج دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے یہ بددیانتی نہیں کی تو ہمارے مضمون سے وہ فقرہ اور وہ الفاظ پیش کریں۔ جو انہوں نے ہماری طرف منسوب کئے ہیں۔ لیکن ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکینگے

اس سے سمجھدار اور انصاف پسند اصحاب سمجھ لیں کہ مسٹر ظفر علی میں ہمارے اصل الفاظ کو پیش کر کے جواب دینے کی کہاں تک جرأت اور ہمت ہے۔ اور کس دیدہ دلیری سے انہوں نے فقرے کے فقرے خود گھڑ کر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہماری طرف منسوب کر دئے ہیں۔

بالآخر ہم ایک بار پھر مسٹر ظفر علی کو کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ہمارے متعلق لکھتے ہوئے شرافت اور تہذیب کو مدنظر رکھیں۔ تو بہت اچھا ہو۔ ورنہ اگر ہمیں ان کو راہ راست کی طرف لانے کے لئے منہ توڑ جواب دینا پڑا تو ہم معذور ہونگے۔ بہتر ہو کہ اگر وہ مہذب طریق سے ہمیں مخاطب نہیں کر سکتے۔ تو ادھر کا رخ ہی نہ کریں۔ ورنہ "کلوخ انداز را پاداش سنگ است" کو یاد رکھیں ٭

بیت المقدس کی سیادت کس کو ملنا چاہیئے

اس عنوان سے اخبار مشرق گورکھپور میں اسکے ایک فقرہ کی بنا پر حسب ذیل دلچسپ نوٹ برادر محمد عثمان صاحب احمدی لکھنوی نے شائع کرایا ہے

"ہر ذی ہوش کہہ سکتا ہے۔ کہ بیت المقدس کو مسلمانوں کی سیادت میں رہنا چاہیئے۔ جو تمام انبیاء اور رسولوں کو مانتے ہیں۔ نہ ان لوگوں کے سیادت میں جو کسی نبی کو مانتے ہیں، کسی کو نہیں مانتے" ایڈیٹر صاحب معاف فرمایئے۔ آپکے اس اصول سے موجودہ مسلمان تو پورے اترتے نہیں۔ کیونکہ بدقسمتی سے یہ بھی ایک برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود قادیانی علیہ السلام کے منکر ہو چکے ہیں۔ اسلئے جو علامات کہ آپنے لکھیں۔ افسوس دراصل سچے مسلمانوں میں پائی جانی چاہئیں۔ وہ مسلمانوں میں نہیں پائی جاتیں۔

سچ یہ ہے کہ اگر آپ کا اصول سچا مانا جائے تو مسلمانوں میں فرقہ احمدیہ قادیان اسبات کا مستحق ہے کہ اسے بیت المقدس کی سیادت دی جائے۔ کیونکہ یہی وہ فرقہ حقہ ہے۔ جو از آدم تا ایندم کل انبیاء کو ماننے والا ہے۔ کسی کا منکر نہیں۔ الحمد للہ۔

اگر آپ یا کوئی اور مسلمان یہ کہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت نعوذ باللہ سچا نہیں ہے۔ بلکہ توبہ توبہ آپ نبی کاذب ہیں۔ تو پھر یہی اعتراض یہودیوں کی طرف سے آپ کی اور عیسائیوں کے مقابلہ میں۔ اور آپ کے مقابلہ میں عیسائیوں کی طرف سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو آپ اور عیسائی جواب دینگے اور جو دلائل آپ پیش کرینگے۔ وہی ہمارا جواب ہو گا۔ بلکہ ان دلائل سے زیادہ مضبوط دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اسکے ماننے میں آپ کو کوئی عذر نہ ہو گا۔ کہ یہودی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے اب تک امیدوار ہیں اور ہمیشہ رہینگے۔ اور اسی طرح عیسائی بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکرین میں ہیں۔ اور انہیں یہودیوں کی طرح مسلمانوں کو بھی مسیح اور مہدی موعود کا ہمیشہ انتظار رہے گا۔ انشاء اللہ۔ اور ان کی امیدیں پوری نہ ہونگی۔ اور نہ ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ آنے والا آچکا۔ اور سچے نشانوں کے ساتھ آیا۔ اور اپنی صداقت ثابت کر گیا۔ مجھے امید ہے۔ کہ اگر آپ اپنے اصول کو اب تک سچا سمجھتے ہیں۔ تو آیندہ اخبار میں بیت المقدس سیادت احمدیوں کو دلا سکنے کے لئے پر زور سفارش فرمائینگے۔ کیونکہ ارض مقدس کے وارث جائز ہم احمدی ہی ہیں۔

ایڈیٹر صاحب یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ آپ کے اصول کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے۔ ورنہ اس مسئلہ میں جو ہمارا خیال ہے وہ تو اس سے بلند تر ہے۔ الحمد للہ" ٭

اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب مشرق اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کرتے ہیں:۔

"بہرحال یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس رہنے سے ہم احمدیوں کے زیر اثر رہنے کو برا نہیں سمجھتے۔ ان سے تو احمدی ہر حال میں غنیمت ہیں۔ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہے دعاوی۔ ان کی تکذیب و تصدیق سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں۔ نہ یہ مناظرہ کبھی ختم ہو گا" ٭

"اسلام بمقابلہ تہذیب"

اس عنوان پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ایک زبردست مضمون مئی سنہ ۱۹۲۰ء کے ریویو اردو میں شائع ہوا ہے۔ اور اس کا ترجمہ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کے انگریزی ریویو میں چھپا ہے۔ جس میں ایک مشہور شخص مسٹر پرسیول لنڈن کے اس مضمون کا جواب دیا گیا ہے جو انہوں نے ولایتی اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں ترکی کے متعلق سلسلہ مضامین کا تیسرا نمبر شائع کرایا ہے۔ اور جس میں اسبات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ ترک (جنہیں وہ غلط طور پر اسلام کا مترادف خیال کرتے ہیں)

بوجہ اسکے کہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ قسطنطنیہ پر بلا مدد غیر حکومت کرنے کے قابل نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں بطور ایک مثال کے وہ ایک ترکی مدبر کی تقریر کا حوالہ دیتے ہیں جس نے کہا تھا کہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کا وہ نرم برتاؤ جو اس نے غیر مذاہب سے روا رکھا۔ نہایت قابل افسوس ہے۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلام زمانہ کی رفتار کے ساتھ قدم نہیں بڑھا سکتا۔ اور نہایت تنگ ظرفی کی تعلیم دیتا ہے۔

اسکے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اول تو یہ بتایا ہے۔ کہ ترکی مدبر کی تقریر کا اس قدر مختصر حوالہ دیا گیا ہے کہ جس سے کوئی یقینی نتیجہ نہیں اخذ کیا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ترکی مدبر نے اپنی تقریر میں ان خاص رعایتوں کی طرف اشارہ کیا ہو۔ جو غیر مذاہب اور غیر ملکی لوگوں کو تمام یورپین حکومتوں کے مقابلہ میں صرف ترکی حکومت میں حاصل ہیں اور جو یوروپین سلطنتیں اپنے اپنے علاقوں میں دوسرے ملک کے باشندوں کو دینے کے لئے تیار نہیں۔

پھر ترکوں کو اسلام کا مترادف سمجھنے کی غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام مذہبی رواداری کو بالکل جائز قرار دیتا ہے۔ اسلئے کسی کی تقریر کے حوالہ سے اسلام پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

دوسری مثال مسٹر پریسل لنڈن نے اپنے دعویٰ کی تائید میں جو پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ چند سال ہوئے بطرس پاشا مصر کے ایک وزیر اعظم کے قتل پر جب اس کے قاتل کو سزائے قتل ہوئی۔ تو شیخ الاسلام نے جس کی تصدیق اس فیصلہ پر ضروری تھی۔ اسوجہ سے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا کہ (۱) جس ہتھیار کو قاتل نے استعمال کیا ہے یعنی ریوالور۔ اس کا قرآن یا حدیث میں کہیں ذکر نہیں۔ (۲) کافر کے قتل کی وجہ سے کوئی مومن قتل نہیں کیا جا سکتا (۳) قصاص لینا مقتول کے وارثوں کا اپنا کام ہے۔ اور اس نے ریاست کی کارروائی ناجائز ہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان تینوں امور کے متعلق قرآن کریم احادیث اور واقعات صحیحہ کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ کہ یہ اسلام کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے۔ اور ان کو پیش کرکے اسلام میں نقص نکالنا غلطی ہے۔ کیونکہ اسلام میں ان کے متعلق صاف فیصلے موجود ہیں۔

ہم نے اپنے الفاظ میں یہ مختصر خلاصہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مضمون کا پیش کیا ہے۔ اصل مضمون نہایت زبردست اور دلچسپ ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ایک خوبصورت ٹریکٹ کی صورت میں صیغہ تالیف و اشاعت نے چھپوایا ہے۔ جسے ولایت میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور دیگر معزز انگریزوں کی خدمت میں بھیجنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں اسے تقسیم کیا جائیگا۔ جو انشاء اللہ اسلامی تعلیم کی فضیلت ثابت کرنے کا موجب ہو گا ؂

امریکہ کی تہذیب

امریکہ کو تہذیب کے بڑے دعوے ہیں۔ اور وہ مدعی ہے کہ جہان میں تہذیب پھیلانا چاہتا ہے۔ اور اسی بناء پر وہ ترکوں پر الزام لگاتا۔ اور ترکوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے کہ اسکے نزدیک ترک غیر مہذب اور بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔ لیکن امریکہ میں امریکن مہذبین وہاں کے حبشیوں سے جو سلوک کر رہے ہیں۔ وہ اس کے تمام دعاوی تہذیب اور انسانیت کو باطل کر رہا ہے۔ ابھی تازہ خبر ہے کہ:

”۱۶ جون کو ڈوستھ (امریکہ) میں ۵ ہزار آدمیوں کے ایک ہجوم نے تین حبشیوں کو اس بناء پر اینٹ پتھر سے مار ڈالا۔ کہ انھوں نے ایک گوری عورت پر حملہ کیا تھا۔“

سب سے بڑی حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ حکومت اس قسم کے ہجوموں کو کوئی سرزنش نہیں کرتی۔ بلکہ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ کیا اس سے سمجھا جائے۔ کہ یورپ اور امریکہ کے مہذب جو چاہیں کریں۔ ان کے لئے روا ہے لیکن اگر کوئی غلطی واقعی یا غیر واقعی ایشیائی سے ہو جائے۔ تو گویا وہ ہر قسم کے جرائم کا مرتکب ہو گیا۔

وہ عیسائی صاحبان جو اسلام پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ اس میں رواداری نہیں پائی جاتی۔ وہ امریکہ کے مہذب عیسائیوں کے اس سلوک کے متعلق کیا کہینگے۔ جو امریکہ کے اصلی باشندوں کے ساتھ نہ صرف مذہب بلکہ رنگ کے اختلاف کی وجہ سے روا رکھا جاتا ہے ؂

”سید علی امام پر ایک زبردست الزام“

معاصر بندے ماترم مندرجہ بالا عنوان سے اپنے ۲۹ جون کے پرچہ میں رقمطراز ہے۔

”ہمعصر زمیندار سید علی امام مدار المہام ریاست حیدرآباد دکن پر یہ زبردست الزام لگاتا ہے کہ وہ بعض انگریز افسروں کے ساتھ نظام حیدرآباد کے اثر اور رسوخ کو مسلمانان ہند میں تباہ کرنے کی ناپاک سازش میں شریک ہیں“

یہ ایک نہایت خطرناک الزام ہے۔ جو سر سید علی امام کے متعلق سخت بددلی اور سوء ظنی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا اثر صرف انہی تک محدود نہیں۔ بلکہ اعلیحضرت نظام دکن کی ذات والا صفات تک بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ اگر اس الزام میں ذرہ بھر بھی صداقت ہو۔ تو ہر ایک یہی کہیگا کہ کیوں حضور نظام نے اپنی مملکت میں ایسے شخص کو سب سے زیادہ ذمہ داری کے عہدہ پر ممتاز کر رکھا ہے۔ جو ان کے خلاف ”نہایت خوفناک سازش کا جال“ بچھا رہا اور جو انھیں ۷ کروڑ مسلمانان ہند کی اخلاقی تائید سے محروم“ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پس مسٹر ظفر علی نے سر سید علی امام پر جو الزام لگایا ہے۔ اس سے اعلیحضرت نظام دکن کی ان اعلانات سے جو ان کے دستخطوں سے شائع ہوئے۔ علیحدگی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کی ذات والا صفات پر خطرناک حملہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ معاصر بندے ماترم نے بھی لکھا ہے کہ:۔

”ہماری رائے میں تو اگر یہ الزام جو سر سید علی امام پر مسٹر ظفر علی نے لگایا ہے صحیح بھی ہو تو بھی اس سے نظام حیدرآباد کی بحیثیت ایک ریاست کے کچھ مضبوط حکمران ہونے کی حیثیت نہیں ہو سکتی انہیں خود اپنی آئندہ بہتری اور بہبودی نیز مسلمانان ہند میں اپنے وسیع رسوخ اور اہمیت عظمت کا خیال کرکے سید علی امام کو جو کہ گورنمنٹ کے بھیجے ہوئے آدمی ہونے کے باوجود بھی آخر نظام کے ملازم اور نمک خوار تھے اپنے قابو میں رکھنا چاہیئے تھا۔ اور انکو خلافت کے معاملات میں دست اندازی کرنے کے لئے بالکل خود مختار نہ کر دینا چاہیئے تھا بہر حال احکام خواہ کسی قلم اور کسی سیاہی سے لکھے ہوں وہ نظام کے ہی احکام سمجھے جائینگے۔ اور اس کی ذمہ داری خود ہی ، الملۃ والدین کے سر ہو گی“

مسٹر ظفر علی کی یہ جرأت اور دلیری نہایت قابل افسوس اور لائق ملامت ہے

[illegible]

خطبہ جمعہ

اعتصام بحبل اللہ

بدظنی سے بچو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ
فرمودہ ۲۵ ؍ جون ۱۹۲۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

میں نے پچھلے بعض خطبات میں اتفاق و اتحاد کیلئے جن اصول کی نگہداشت کی ضرورت ہے بیان کیا تھا - اب اس مسئلہ کی تفصیل کی طرف اشارہ کر کے اس کو ختم کرتا ہوں - جو کچھ اب تک بیان ہوا وہ اصولی تھا - اب جزئی اور تفصیلی بیان ہوگا ؞

تمام جرائم اتحاد شکن ہیں

اتفاق و اتحاد کو مٹانے والی کونسی باتیں ہیں - درحقیقت ان کی تفصیل مشکل ہے - کیونکہ دنیا میں کوئی ایسا جرم نہیں - جو خواہ اخلاقی جرم ہو یا شرعی - جس سے اتحاد کو خطرہ نہو - اخلاقی جرم کو شرعی جرم سے علیحدہ کرنے کی یہ وجہ نہیں - کہ اخلاق شریعت میں داخل نہیں - بلکہ شرعی جرائم سے مراد وہ جرائم ہیں - جو محض شریعت اسلام کے نزدیک جرم ہیں - اور اخلاقی وہ جرائم ہیں - جن میں اسلام کے ساتھ دوسرے مذاہب بھی شامل ہیں - اور وہ مسائل بھی اخلاقی ہی کہلائینگے - جو فطرت سے متعلق ہیں - مثلاً اسلام کہتا ہے چوری نہ کرو - چوری کرنا اخلاقی جرم تو اسلئے ہوگا - کہ تمام مذاہب میں چوری سے منع کیا گیا ہے اور شرعی اسلئے کہ اسلام بھی چوری سے روکتا ہے - اسلامی شریعت حکم دیتی ہے - کہ جھوٹ نہ بولو - یہ شرعی جرم ہے - کیونکہ اسلام اس سے روکتا ہے - مگر اخلاقی بھی ہے - کیونکہ سب مذاہب جھوٹ کے ترک کرنے کی تعلیم دیتے ہیں - اس لئے یہ کہنا درست ہے - کہ جھوٹ بولنا اخلاقی جرم ہے -

اگر غور کیا جائے - تو معلوم ہو گا - کہ یہ تمام اخلاقی جرائم اور وہ جرائم جن سے فطرت نفرت کرتی ہے - ان سے نفرت کی بنا شرائع نے ہی ڈالی ہے - پہلے پہل ایک نبی نے پیش کیا - کہ یہ باتیں بری ہیں - ان سے بچو اور تمام انسانوں نے قبول کر لیا اس لئے یہ مسائل فطرت میں داخل ہو گئے - چونکہ یہ سب دنیا کے نزدیک مسلم ہیں - اس لئے یہ فطری مسائل ہیں ؞

شرعی جرائم کی وجہ سے کس طرح اتفاق ٹوٹتا ہے

پس اتحاد کیلئے ضروری ہے - کہ تمام جرائم سے بچنے کی کوشش کی جائے - اور شریعت نے جو حکم دئے ہیں ان پر عمل کیا جاوے - کیونکہ بہت دفعہ اختلاف انہی باتوں سے پڑتے ہیں مثلاً شریعت کا حکم ہے کہ نماز پڑھی جائے - اب اگر کوئی شخص سوال کرے - کہ نماز نہ پڑھنے سے کیسے اتحاد ٹوٹ سکتا ہے - تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو یہ درست ہے - کہ نماز پڑھنے والے پر نہ پڑھنے والے کا کوئی اثر نہیں پڑے گا - مگر بالطبع اس کو وہ برا معلوم ہوگا - اور وہ خیال کرے گا - کہ یہ شخص خدا اور رسول سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے - اور مگر باوجود دعویٰ محبت کے اس راہ کو چھوڑتا ہے جو پسندیدہ ہے - یعنی نماز نہیں پڑھتا - اس لئے پڑھنے والے کو نہ پڑھنے والے سے نفرت ہو جائیگی یا ایک شخص روزہ نہیں رکھتا اور رکھنے والے پر نہ رکھنے والے کا کچھ اثر نہیں - لیکن جب وہ دیکھیگا - کہ اس کے محبوب (خدا) کے احکام کی بے قدری کی جا رہی ہے - اور محبوب بھی وہ جس کی محبت کا مدعی بے قدری کرنے والا بھی ہے - تو اس کو اس سے نفرت ہو جائیگی - تو شرعی جرم بھی خواہ براہ راست دوسرے پر اثر نہ ڈالیں - مگر ان کی وجہ سے محبت و تعلق اور اتحاد و اتفاق ٹوٹ جاتے ہیں ؞

اخلاقی جرائم کی قسمیں

دوسرے اخلاقی جرائم ہیں - ان کی بھی دو قسمیں ہیں - اول وہ جو خود اس انسان کی ذات پر اثر کرتے ہیں - دوسرے وہ جو غیر پر بھی اثر ڈالتے ہیں - جو جرائم مجرم پر ہی اثر ڈالتے ہیں - یہ قدرتی امر ہے - کہ ان کا ارتکاب کرنے والے شخص سے لوگ نفرت کریں گے - کیونکہ جو کسی میں برائی دیکھیگا - اس سے پیچھے ہٹیگا اور وہ جرائم جو دوسروں پر اثر ڈالتے ہیں - ان سے بھی لوگ علیحدہ ہونگے - مثلاً جو شخص قاتل ہے - اس سے نفرت کیجائیگی - جو غیبت کا عادی ہو گا اس سے نفرت ہو گی - کیونکہ وہ اپنے اس فعل سے لوگوں میں لڑائی ڈلواتا ہے - غرض جتنے اخلاقی عیب ہیں وہ سب ایسے ہیں - کہ ان سے نفرت ہوتی ہے - اور نفرت اتفاق کو توڑتی ہے ؞

اخلاقی جرائم میں بڑا جرم

ان تمام اخلاقی جرائم میں جو اتفاق و اتحاد کو توڑنے والے ہیں - بڑا جرم بدظنی ہے - کوئی وجہ نہیں ہوتی - یونہی خیال کر لیا جاتا ہے - کہ فلاں شخص کا میرے متعلق یہ خیال ہے - اور اس طرح اس سے عداوت کرنی شروع کر دی جاتی ہے - یہ ایک ایسا مرض ہے - جس کا یقینی نتیجہ بے اتفاقی ہوتا ہے ؞

غیر مبائعین نے اختلاف بدظنی سے کیا

وہ لوگ جنہوں نے جماعت احمدیہ کو چھوڑا - اور جو کبھی جماعت احمدیہ کی طرف منسوب تھے - اب ان میں احمدیت برائے نام ہے - ان کی علیحدگی کی وجہ بدظنی ہی ہے اگر ان میں بدظنی نہ ہوتی - تو وہ جماعت سے علیحدہ نہ ہوتے - مجھے اچھی طرح یاد ہے - کہ جس دن حضرت خلیفہ اول کی وفات ہوئی - عصر کے بعد مولوی محمد علی صاحب میرے پاس آئے - اور میں اس وقت سیر کو جا رہا تھا - اور کہا کہ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں - میں نے کہا کہ ہاں کیجئے - انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ خلافت کی کیا ضرورت ہے - میں نے خلافت کی ضرورت جو میری سمجھ میں آئی بتائی - انہوں نے کہا - کہ اس وقت ایسے خلیفہ کی خلافت کو تسلیم کرنا - جس سے اختلاف عقاید ہو مشکل ہے - اور اسی ضمن میں نبوۃ اور کفر کے مسائل پر بھی گفتگو ہوئی اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ گفتگو ہوتی رہی - پھر میں نے مسجد میں ایک تقریر کی اور جماعت کو سب اختلافات چھوڑ کر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی - اور میں نے اختلاف وغیرہ کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا تھا - بلکہ یہ کہا کہ دعا کرو - کہ جو خدا کے علم میں ہمارے لئے مفید ہے وہ ہو جائے - میں لیکچر دے رہا تھا - کہ مولوی صاحب - - - [illegible] وہ گھبرائے ہوئے آئے - انہوں نے بھی وہاں تقریر کی اور وہ [illegible] ایسی تھی - کہ جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا اور وہ تقریر سنی ہے - اس کو نہیں بھول سکتے - اس میں مولوی صاحب نے یہ بھی کہا تھا - کہ یاد رکھو کہ میں اگر قادیان سے گیا تو اکیلا نہیں جاؤنگا - بلکہ ایک بڑی جماعت میرے ساتھ جائیگی - مگر وہ بہت بڑی جماعت جو مولوی صاحب کے ساتھ گئی - وہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب تھے - پھر یہ بھی کہا - کہ اگر میں بدنیت ہوں تو خدا مجھے ذلیل کرے - دیکھ لو دن بدن ان کو کونسی عزت حاصل ہو رہی ہے - یہ صبح کا واقعہ ہے - پھر میں نے ان سے کہا - کہ آپ اپنے دوستوں سے مشورہ کریں - اور میں بھی اپنے دوستوں سے مشورہ کرتا ہوں - پھر آپس میں گفتگو کرینگے - انہوں نے ظہر

کے بلوا بھیجا کہ ہم آتے ہیں۔ غرض وہ آئے۔ اور ان کے دوست ان کے ساتھ تھے۔ میں نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا تھا۔ وہ بالعموم یہی رائے رکھتے تھے۔ کہ جب ہم میں اور ان میں اختلاف ہے۔ تو کس طرح ان میں سے کسی شخص کی بیعت کر سکتے ہیں۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ اسی طرح وہ بھی کہیں گے۔ اس سے تو اختلاف مٹ نہیں سکتا۔ اور لوگوں کو خواہ مخواہ کہنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ احمدی جماعت میں اتحاد نہیں۔ اور پھر جب ایک دوسرے کی بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اختلاف کیونکر دور ہو۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ اتحاد کا ٹوٹنا زیادہ خطرناک ہے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ ہم اللہ پر اس معاملہ کو چھوڑ دیں۔ وہ جو چاہے کرے۔ پھر میں نے اپنے رشتہ داروں سے بھی مشورہ کیا۔ ان میں سے بعض نے بھی یہی بات کہی۔ لیکن میں نے ان کو سمجھایا۔ کہ جماعت میں اتحاد رہنا زیادہ ضروری ہے۔ اس سوال کو اٹھانے کی ضرورت نہیں کہ کون خلیفہ ہو بلکہ اس کی ضرورت ہے۔ کہ خلیفہ ہو۔ خواہ کوئی ہو۔ تاکہ جماعت میں اتحاد رہے۔ میں نے تجویز یہ بتائی۔ کہ اس اختلاف کو مٹانے کے لئے اول تجویز یہ ہے۔ کہ ہم کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنالیں جس کے اعتقادات اختلافی مسائل میں اب تک ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ دوسری یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے۔ مگر اس کو ماننے کے لئے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی تیار نہ ہوں۔ تو مولوی صاحب کے ہم خیال لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں نے آخری چارہ کار اس اختلاف سے بچنے کا یہ سوچ لیا تھا۔ اور اپنے دل میں فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اگر یہ صورت نہ ہوئی۔ تو میں اختلاف مٹانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔

غرض جب اکٹھے ہوئے۔ تو پہلے یہی سوال ان کی طرف سے ہوا۔ کہ خلیفہ ہونا چاہیئے۔ کہ نہیں۔ اور پھر انہی کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم خلافت کے قائل تھے۔ اور ہمارے نزدیک یہ صورت فیصل شدہ تھی۔ میں نے کہا کہ چلو۔ مجمع میں پیش کر دیتے ہیں۔ مجمع جس کو چاہے۔ خلیفہ منتخب کرے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بے اختیار کہا کہ آپ اسلئے کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ کس نے ہونا ہے۔ اس کے صاف معنے یہ تھے۔ کہ تم نے منصوبہ کیا ہوا ہے۔ اور یہ ان کی محض بدظنی کا نتیجہ تھا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اختلاف ہوتا دیکھنے کی بجائے جس شخص کو وہ پیش کریں۔ اسکے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔ اور میں جانتا تھا کہ جب میں بیعت کروں گا۔ تو میرے دوست بھی بیعت کرینگے لیکن میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اگر میرے دوست ایسا کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ تو میں خود اختلاف سے بچنے کے لئے بیعت کر لوں گا۔ اگر دوست بھی قربان کرنے پڑیں تو میں قربان کر دونگا۔ لیکن ان کے دل میں یہ بدظنی تھی۔ کہ میں خود ہی خلیفہ بننا چاہتا ہوں۔ اس لئے انھوں نے مخالفت کی۔ آخر وہی ہوا۔ جو خدا کو منظور تھا۔ خیر اگر ان کی بدظنی یہیں تک رہتی تو خیر تھی۔ یہ بدظنی دور ہو سکتی تھی مگر اب بدظنی یہاں تک بڑھی کہ انھوں نے کہا کہ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔ اور پٹھان میرے مارنے کے لئے مقرر ہو گئے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے پہرہ مقرر کئے۔ آخر وہ یہاں سے چلے گئے لیکن اگر وہ رہتے۔ تو اختلاف نے اسوقت تک اتنی ضد نہیں پکڑی تھی۔ ممکن تھا کہ اللہ تعالےٰ ان کے دل کو صاف کر دیتا۔ یا اس کا رہنا بدظنیوں کو دور کر دیتا۔ مگر اب جبکہ وہ ضد میں بہت ترقی کر گئے ہیں۔ ایک جگہ رہنا مفید نہیں ہو سکتا۔ مجھے جب معلوم ہوا۔ کہ انکو ایسا خطرہ ہے۔ تو میں نے انکو خط لکھا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ جانا چاہتے ہیں۔ میں ذمہ لیتا ہوں۔ کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہونچیگی۔ آپ یہاں رہیں۔ انھوں نے مجھ کو خط کے ذریعہ تو یہی جواب دیا کہ کیا میں قادیان کو چھوڑ سکتا ہوں۔ چھٹی کے دن باہر گذارنے جاتا ہوں۔ لیکن جب میں خود گیا۔ اور ساتھ نواب صاحب کو لے گیا۔ تو انہوں نے بجائے میرے ساتھ باتیں کرنے کے میاں بگا سے جو باہر پھر رہا تھا۔ باتیں شروع کر دیں کہ سنا میاں بگا کیا حال ہے۔ کب آیا ہے وغیرہ۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے باتیں کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ اس لئے میں چلا آیا۔ یہ تمام بدظنی کا نتیجہ تھا۔ جسمیں مبتلا ہو کر انسان کہیں سے کہیں نکل جاتا ہے۔ مجھے اس کا بڑا تجربہ ہے۔ میں روز دیکھتا ہوں یہ ایک خطرناک مرض ہے۔ حضرت صاحب نے اس سے بچنے پر بہت زور دیا ہے۔ حضرت خلیفہ اول کو تو زندگی اسی پر وعظ کرتے گذری۔ میں بھی تمہیں اکثر کہتا رہتا ہوں کہ بدظنی سے بچو۔ احمدی اور مسلم کیا۔ اور بدظنی کیا۔ ان کا آپس میں تعلق ہی کیا ہے۔ یونہی قیاس کر لیا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے جو فلاں بات کی ہے۔ وہ عداوت سے کی ہے اور یہ محض بدظنی ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ آٹے میں نمک۔ مگر وہ سراسر نمک ہی ہوتا ہے۔ آٹا تو ہوتا ہی نہیں۔ ان کی بدظنی کی اکثر کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ اس سے بچو۔ یہ سب سے بڑی بیماری ہے۔ جو اتحاد و اتفاق کو توڑ دیتی ہے۔

عفو کی کمی بھی اتحاد شکن ہے

دوسری چیز جو اتحاد کو توڑنیوالی ہوتی ہے وہ عفو کی صفت کا موجود نہ ہونا ہے جرم تو ہوتا ہے۔ مگر اسکو عفو کرنا بھی ایک کام ہے۔ جب دیکھتے ہیں۔ کہ کسی سے غلطی ہوتی ہے تو اسکو معاف نہیں کرتے۔ اس سے درگذر نہیں کرتے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو تین دن تک غصہ کی وجہ سے نہیں بولتا۔ اس کا ہم سے تعلق نہیں معمولی سی بات ہوتی ہے۔ اسپر گفتگو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور دونوں آپس میں نہیں بولتے۔ اول تو میں نے بتایا ہے کہ بدظنی سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دوسرے عفو اور درگذر کا نہ ہونا وہ خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ اگر بدظنی ہو بھی تو عفو سے کام لینا چاہیئے۔ ورنہ عفو کس غرض سے رکھا گیا ہے۔ سیاسی طور پر قطع کلام کرنا ایک سزا ہے۔ لیکن بےوجہ یا معمولی سی بات پر بولنا چھوڑنا ایمان میں کمزوری کی علامت ہے۔ اس کا نتیجہ شقاق و افتراق ہے۔ میں جانتا ہوں۔ ہمارے یہاں قادیان میں ایسے بعض لوگ موجود ہیں۔ جو مہینوں بلکہ سالوں سے آپس میں نہیں بولتے۔ اور پھر وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے عمل میں اور ان کے ایمان میں کوئی کمی نہیں۔ اور اس کا نتیجہ اسلام کے لئے کوئی خرابی پیدا نہیں کرتا۔ حالانکہ میں نے بتایا ہے۔ کہ بعض گناہ ذاتی ہوتے ہیں۔ کہ ان کا اثر محض اس شخص کی ذات تک ہوتا ہے۔ خواہ بالواسطہ دوسروں پر بھی اثر ڈالے۔ مگر یہ وہ گناہ ہے۔ جو براہ راست دوسروں پر بھی اثر ڈالتا ہے۔ ایسا شخص جو دوسروں سے گفتگو ترک کرتا ہے۔ اسلام میں تفرقہ ڈالتا ہے۔ اور پھر وہ یہ بھی سمجھتا ہے۔ کہ میں مسلم ہوں اور مخلص ہوں۔

اسلام کس چیز کا نام ہے | **اسلام جماعت کا بھی نام ہے**

خالی اس تعلیم کا نام نہیں۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ بلکہ اسلام اس جماعت کا بھی نام ہے۔ جو اسلامی لواء کو اٹھائے ہوئے ہے۔ خالی کتاب کیا چیز ہے۔ اگر اس کی تعلیمات کا ظہور نہیں ہوتا۔ یہ کتاب کیسے پھیلے۔ اگر اس کے جھنڈا بردار نہ ہوں جن مسلمانوں نے اس کو پھیلا دیا۔ اور آپس میں محبت و وداد کم ہو گیا۔ تو دیکھو۔ مسلمانوں کی کیا بری گت بنی ہے۔ جو شخص ترک گفتگو کرتا ہے۔ وہ اسلام پر حملہ کرتا ہے۔ دیکھو قرآن خدا کے علم میں موجود تھا۔ مگر یہ دنیا کے لئے مفید نہیں تھا یہ اسی وقت فائدہ مند ہوا جب خدا نے اسے اپنے ایک بندے کے ذریعہ دنیا میں نازل فرمایا۔ پھر اس کو اٹھانیوالی ایک جماعت ہوئی۔ اور اس کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلایا۔ اس لئے ایسی جماعت میں تفرقہ ڈالنا اسلام میں فتنہ ڈالنا ہے۔ اس لئے اس راہ سے بچو جس پر چلکر اسلام پر حرف آئے۔

یہ دو باتیں خاص طور پر مدنظر رکھنی چاہئیں۔ (۱) بدظنی نہ ہو۔ (۲) درگذر ہو۔ جب یہ دونوں باتیں مدنظر ہوں تو پھر کبھی تفرقہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ یاد رکھو تمہیں اپنے رشتہ داروں۔ عزیزوں کی نسبت اسلام سے زیادہ محبت ہونی چاہیئے۔ تم دیکھو۔ کہ خدا رسول اور قرآن کدھر ہیں بدظنی کو چھوڑ دیا کرو۔ اور عفو سے کام لیا کرو۔ اس کی وجہ سے تمام اختلاف دور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو ان باتوں کے سمجھنے کی توفیق دے۔

جماعت احمدیہ کے گریجوایٹ توجہ کریں

پنجاب کی نئی اصلاح شدہ کونسل میں ایک ممبر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ہوگا جس کا انتخاب پنجاب یونیورسٹی کے ایسے گریجوایٹوں کی رائے سے ہوگا۔ جنکو ڈگری حاصل کئے کم از کم سات سال ہو گئے ہوں۔ مگر ایسے گریجوایٹوں کیلئے ضروری ہے کہ ۲۵ ماہ حال سے قبل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کو اپنا نام۔ ولدیت۔ پیشہ و پتہ۔ نام ڈگری و نام کالج (پرائیویٹ پاس کرنیوالے اس کو نوٹ کر دیں) و سال حصول ڈگری لکھ کر بھیجیں۔ اس کے لئے ایک فارم چھپی ہوئی رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی سے مل سکتی ہے۔ نیز دفتر امور عامہ نے بھی ایسے فارم منگوائے ہیں۔ یہ مطبوعہ فارم پر ہو کر ۲۰ جولائی تک رجسٹرار کے دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ پس احمدی تمام گریجوایٹ جو پنجاب میں رہتے ہیں۔ بہت جلد فارم منگوا کر اپنا نام لکھا دیں۔

کیا تکمیل شریعت مانع نبوت ہے

(۲)

جس مسئلہ پر میں نے قلم اٹھایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ ایمان کہ قرآن نے چونکہ تکمیل شریعت کر دی ہے۔ لہذا اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ محض غلط ہے۔ اور اس غلطی کی وجہ مواہب الرحمٰن کی عبارت کو نہ سمجھنا ہے اور یہ نہ سمجھنا بھی تجاہل عارفانہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ میں پہلے مضمون میں دکھا چکا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے کھول کھول کر اس عقیدہ کا ہمیشہ ابطال کیا ہے۔ اں مولوی محمد علی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے النبوۃ فی الاسلام میں شہادت القرآن کا جواب دیدیا۔ اسلئے کیوں اس پر غور نہیں کیا۔ سو میں قدرے اسکے متعلق بھی عرض کرتا ہوں

بنی اسرائیل میں بلا کتاب نبیوں کے آنے کی تشریح

مولوی صاحب نے میرے پیش کردہ حوالہ شہادۃ القرآن کا یہ جواب دیا ہے کہ :-

اوّل :- "ان الفاظ کے معنی کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی ہم صرف یہ کہینگے۔ کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے۔ اور کتاب سے مراد یہاں ایسی کتاب لی جائیگی۔ جسمیں نئی شریعت ہو"

دوم :- "مذکورہ بالا تحریر میں حضرت مسیح موعود نے رسولوں اور نبیوں کا ذکر مع ان لوگوں کے کیا ہے۔ جو بنی اسرائیل میں نبی کے نام سے موسوم ہو جاتے تھے۔ مگر جنکی نبوت محض لغوی معنوں میں تھی"

سوم :- "یہ کہ تجدید انبیاء کے کاموں کے صرف ایک کام ہے" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۹۰)

امر اول کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے خود ہی اس کا جواب اپنی کتاب میں اسطرح دیدیا ہے کہ:-

"علاوہ تجدید کے حقیقی انبیاء کے سپرد کچھ اور کام بھی ہوتے ہیں۔ اور ان کاموں میں سے ایک کام ...... تکمیل شریعت اور تکمیل ہدایت ہے جو وہ بذریعہ کتاب کرتے ہیں۔ جو انکو دیجاتی ہے"

(ایضاً صفحہ ۹۱-۹۲)

گویا حقیقی انبیاء ضرور ایسی کتاب لاتے ہیں۔ جو تکمیل شریعت کرتی ہے۔ اور جواب اول میں مولویصاحب تسلیم کرتے ہیں کہ:-

"ان الفاظ کے معنے کہ کوئی نئی کتاب انکے ساتھ نہیں تھی۔ ہم صرف یہ کرینگے۔ کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے"

اب اگر وہ نبی ایسے تھے۔ کہ نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ تو پھر وہ حقیقی نبی نہ ہوئے۔ کیونکہ حقیقی نبی ان کے خیال میں وہ ہے جو تکمیل شریعت و ہدایت کرنے والی کتاب لائے۔ اور تکمیل شریعت تو تب ہی ہوگی۔ جب نئے احکام شریعت وہ خدا سے لاتے ہیں ان کا پہلا جواب خود ان کے اپنے الفاظ سے ہی باطل ہو گیا۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے تو ان انبیاء کے لئے کتاب کی مطلقاً نفی کر دی ہے۔ اور ایسی نفی ہے جو لانبی بعدی کی نفی جنس سے بھی زیادہ سخت نفی ہے۔ کیونکہ نفی کتاب کے ساتھ ان انبیاء کے ظہور کا مقصد بجائے تکمیل شریعت کے یہ بتایا ہے کہ:-

شریعت کامل تھی۔ وہ اسمیں کوئی کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ بلکہ محض خادموں کی طرح کمربستہ بخدمت تورات تھے۔ اور مجدد شریعت موسوی تھے۔ کیا وہ شخص جو شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے وہ محض تجدید کرنیوالا کہلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو صاحب شریعت نبی ہی کہلائیگا۔ جسطرح حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کی صورت میں اس پر ایک حکم شرعی کے آجانے پر۔ بلکہ صرف اسقدر وحی ہونے پر کہ جبرئیل یہ کہدے کہ اے مسیح تو قرآن کی پیروی کر۔ ایسے صاحب شریعت نبی فرض کیا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح وہ انبیاء جو تکمیل شریعت کریں۔ بلاشبہ صاحب شریعت نبی ہونگے۔ اور انکی کتابیں شریعت کی کتابیں ہونگی۔ اور یہ مولوی صاحب تسلیم کہہ چکے ہیں کہ شریعت کی کوئی کتاب ان کے ساتھ نہ تھی۔ پس جبکہ وہ محض مجدد شریعت ہونے کے باوجود نبی تھے تو کیوں مسیح موعود جو مجدد اعظم اور تمام نبیوں کا موعود و آخر الزمان ہے۔ نبی نہیں۔

تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کی جبکہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے یہ غلط تاویل بھی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ تو افسوس ہے۔ کہ ان کو خاتم النبیین اور لانبی بعدی کی یہ صحیح تاویل کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی صاحب شریعت ایسا نبی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام نہ ہو۔ ہرگز نہ ہوگا۔ کیوں صحیح معلوم نہیں ہوتی۔

تلك اذا قسمة ضيزى۔

امر دوم کا جواب یہ ہے کہ مسیح موعود نے جن انبیاء کا ذکر کیا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جن کا حسب تحریر مسیح موعود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات وقفینا من بعدہٖ بالرسل اور ثم ارسلنا رسلنا تترا۔ میں ذکر کیا ہے۔ اب اگر قرآن میں نام کے نبیوں کا ہی توریت کے مجدد ہونے کی حیثیت سے آنے کا ذکر ہے۔ تو آپ سچے۔ ورنہ یہ تو سخت خبیث عقیدہ ہے۔ جو آپنے ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان کو جھوٹے نبی بھی قرار دیا ہے۔ مسیح موعود نے جنہیں ایمان کے پھیلانے اور زندہ کرنیوالے اور خدا کا چہرہ دکھانیوالے قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ نبی تھے اور محدث تھے۔ وہ سچے رسول و نبی اور محدث تھے نہ کہ برائے نام لغوی نبی۔

امر سوم کا جواب یہ ہے۔ کہ بلاخیہ انبیاء (تشریعی اور غیر تشریعی) کے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے۔ لیکن یہی کام اکثر نبیوں کا ہے۔ اور بہت بڑا کام ہے۔ اس کے سوا صرف کامل شریعت لانا یا بعض احکام شریعت لانا یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرنا ہی رہ جاتا ہے۔ اور یہ بہت سے کام صرف "صاحب شریعت" نبی کا ایک کام ہیں۔ اور دوسرا کام تجدید شریعت ہے۔ جو بذریعہ وحی ربانی اور زبردست آسمانی نشانوں کے کیا جاتا ہے۔ آخر آپ نے بھی تو حقیقی نبیوں کے لئے صرف یہ کام زاید بتایا ہے۔ کہ وہ تکمیل شریعت کرتے ہیں۔ سو ہم مان لیتے ہیں۔ کہ یہ کام وہ نبی نہیں کرتے۔ جو مجدد شریعت سابقہ ہوتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل جن کا ذکر ہو چکا۔ پس آپ کی ساری کھینچ تان کا نتیجہ کہ انبیاء کے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے۔ ہمارے لئے مضر نہیں۔ کیونکہ انبیاء کے اندر تشریعی اور غیر تشریعی سب داخل ہیں۔ ہاں اگر آپ یہ دکھا دیں۔ کہ وہ انبیاء جو کوئی کتاب نہیں لائے تھے۔ محض مجدد شریعت موسوی تھے۔ ان کے بہت سے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے۔ جیسے اس امت کے مجدد کہتے ہیں۔ اور وحی اور الہام جو ان انبیاء کو بغرض تجدید ہوتا ہے۔ وہ اس امت کے مجددوں کو نہیں ہوتا یا ہوتا ہے۔ تو ان سے کم۔ تب آپ کا اعتراض صحیح ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ ایک تنکے کا سہارا ہے۔ جو آپ کو لے ڈوبا۔ اور اب بچاؤ کی صورت یہ ہے۔ کہ آپ حبل اللہ قرآن مجید کو پکڑ لیں۔ و بس۔

(آپ کی اس بحث کا جواب کہ نبی کے لئے صاحب کتاب ہونا ضروری ہے۔ انشاء اللہ ایک مستقل مضمون میں لکھونگا وما توفیقی الا باللہ)

مواہب الرحمٰن کی عبارت کا صحیح مطلب

حضرت مسیح موعود کی اصل عبارت جس سے مولوی صاحب نے تجاہل عارفانہ کے طور پر نتیجہ نکالا ہے۔ کہ تکمیل شریعت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حسب ذیل ہے:۔

"انا مسلمون نؤمن بكتاب الله الفرقان ونؤمن بان سيدنا محمداً نبيه ورسوله وانه جاء بخير الاديان ونؤمن بانه خاتم الانبياء لا نبي بعده الا الذي ربي من فيضه واظهره وعده ولله مكالمات ومخاطبات مع اوليائه في هذه الامة وانهم يعطون صبغة الانبياء وليسوا نبيين في الحقيقة فان القرآن اكمل وطر الشريعة"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶-۶۷)

ترجمہ۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہم اللہ کی کتاب فرقان پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں۔ اور سب دینوں سے بہتر دین کے ساتھ آئے ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور آپ کے وعدہ کے مطابق ظاہر ہوا۔ اور اس امت میں سے اپنے اولیاء کے ساتھ خدا تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں۔ اور وہ اولیاء انبیاء کا رنگ دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اولیاء فی الحقیقت نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ **قرآن نے حاجت شریعت کو پورا کر دیا ہے۔**

اس عبارت میں جملہ "فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ" بہت ہی قابل غور ہے۔ اور صرف اسی ایک جملہ کی وجہ سے مولوی صاحب نے دھوکہ کھایا ہے۔ یا دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب کے خود ساختہ اصل کے مطابق تو زیر بحث عبارت کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ:۔

"چونکہ قرآن کامل ہے۔ لہٰذا اس امت میں سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔"

مگر یہ تو قرآن کا نقص ہوا۔ کہ وہ اپنے پیرووں کو باوجود خود کامل بلکہ اکمل ہونے کے بھی کامل نہیں کر سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود نے ایسے لوگوں کو بے ایمان اور اندھے قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد ظاہر کریں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا۔ جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ ...... خدا تو تمہیں ترغیب دیتا ہے۔ کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق حالات اپنے اندر جمع کرو۔ مگر تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔ (چشمہ مسیحی ۱۴۳)"

پھر آگے فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں سے عیسیٰ ابن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا تھا۔ اسلئے ختم نبوۃ کی مہر کو توڑ کر اسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں لائیگا۔ اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (۱) اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا۔ اور مرتبہ نبوۃ پایا۔ اسکے مقابلہ پر اگر کوئی شخص بجائے تیس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخشتی۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۳۹)

یہاں حضرت مسیح موعود نے توریت کی پیروی سے حضرت عیسیٰ کے نبی ہونے کو ذکر کرکے اس کے مقابل پر آنحضرت صلعم کی اتباع سے نبی نہ ہو سکنے کے اعتقاد کو مولوی صاحبان (جن میں مولوی محمد علی صاحب بھی داخل ہیں۔) کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک قرار دیا ہے۔ اور درحقیقت یہ معنے کمال قربانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہیں۔ اور ہمارے طریق پر زیر بحث عبارت مواہب الرحمٰن کے یہ معنے ہیں۔ کہ:۔

چونکہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کی کتاب قرآن مجید کامل کتاب ہے۔ اس لئے آپ کی امت میں سے ہزارہا اولیاء اللہ ہوئے۔ جو انبیاء کی مانند ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک وہ بھی ہوا ہے۔ جو سچ مچ نبی ہے۔ اور انبیاء بنی اسرائیل کے ایک عظیم الشان نبی عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل نبی ہے؂

ہمارے ان معنوں کی تائید عبارت زیر بحث کے مندرجہ ذیل الفاظ سے صاف طور پر ہوتی ہے:۔

"انه خاتم الانبیاء لا نبی بعده الا الذی ربی من فیضه واظهره وعده"

اور ہمارے بیان کردہ معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کا ایسا کمال ثابت ہوتا ہے۔ جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ برخلاف اس کے مولوی محمد علی صاحب مذکورہ بالا فقرے کے کچھ معنے کر ہی نہیں سکتے۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ بحث میں اس فقرہ کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ بچارے کریں بھی تو کیا کریں۔ کیونکہ الفاظ ایسے صاف ہیں۔ کہ ملحدانہ تاویل کی گنجائش ہی پاتی نہیں۔ اور یہ فقرہ ان کے بیان کردہ معانی کے ساتھ کسی طرح چسپاں ہوتا ہی نہیں۔ چنانچہ اگر جملہ لیسوا نبیین فی الحقیقة کو صرف مثیل انبیاء اولیاء ... جملہ لا نبی بعده الا الذی ربی من فیضه واظهره وعده ... جائے جیسا کہ مولوی صاحب کا منشا ہے تو اس جملہ کے یہ معنے ہونگے کہ:۔

"آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور آپ کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہے۔ لیکن وہ سچ مچ نبی نہیں ہے"

ظاہر ہے۔ کہ یہ معنے ایسے ہیں۔ کہ اس کا پہلا حصہ دوسرے حصہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اسلئے یہ معنے غلط محض ہیں

مثال

چونکہ بغیر مثال پیغامی دماغوں میں یہ سیدھی بات بھی سماتی ہوئی مجھے نظر نہیں آتی۔ اس لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جو ہو بہو مواہب الرحمٰن کی عبارت کی طرح ہے۔ وہو ہذا۔

اس (خدا) تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے۔ اور تمام نبوتیں اور کتابیں جو پہلے گذر چکیں۔ ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوة محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی۔ اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی۔ جو اسمیں موجود نہیں اسلئے اس نبوت پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کیلئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبیوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خداتعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اسمیں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوة کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب کہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"

الوصیت صـ ۱۱-۱۲

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ قرآن جو کامل ہے۔ اس کا کمال یہی ہے۔ کہ اس نے وصول الی اللہ کا ایک ایسا دروازہ کھولا ہے۔ کہ جس سے انسان باوجود امتی ہونے کے نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور یہ نبوت وہ نبوت ہے۔ کہ جس پر تمام انبیاء علیہ السلام کا اتفاق ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ایسی صورت میں یہی خرابی نہیں تھی۔ کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھیرتی تھی"

پس مواہب الرحمٰن کی عبارت کے جو الوصیت کی عبارت محولہ بالا کی مانند ہے۔ یہ معنے کرنا کہ چونکہ قرآن کامل ہے لہذا اس امت کے اولیاء میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلعم کے کمال فیضان اور قرآن مجید کی برکت کاملہ کا انکار کرنا ہے۔ اور فرقان مجید کی قوت تاثیر اور آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ کو ناقص ٹھیراتا ہے۔ لہذا مولوی محمد علی کے معنے قطعاً باطل ہیں۔

مسیح موعود سچ مچ نبی ہے

جس عبارت سے مولوی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ مسیح موعود نبی اللہ نہیں۔ بلکہ دیگر اولیاء اللہ کی طرح صرف مثیل انبیاء ہیں۔ مواہب الرحمٰن کی اسی عبارت سے ثابت یہ ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود درحقیقت نبی اللہ ہیں۔ مگر ذرا تدبر درکار ہے سنئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے ایک نبی کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ اور آپ کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

اولیاء اللہ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہوتا ہے۔ اور وہ رنگ انبیاء دئے جاتے ہیں۔ یعنی وہ مثیل انبیاء ہو جاتے ہیں لیکن یہ اولیاء سچ مچ نبی نہیں ہیں۔

لہذا یہ بات بطور دلیل معکوس خود بخود ثابت ہو گئی کہ وہ فرد جس کے نبی ہونے کا اور اولیاء اللہ سے پہلے ذکر ہے۔ وہ سچ مچ نبی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے

جیسے ہم یوں کہیں - کہ

احمد بادشاہ ہے - اور محمود بادشاہ کی مانند ہے

پر وہ سچ مچ بادشاہ نہیں

تو سننے والا فوراً سمجھ لیگا - کہ احمد سچ مچ یا فی الحقیقت بادشاہ ہے - ٹھیک اسی طرح مواہب الرحمٰن کی عبارت ہے چنانچہ اگر ہم اسی عبارت کو اپنے لفظوں میں دیکھیں - تو ہم کہیں گے - کہ :-

"مسیح موعود نبی اللہ ہے - اور دوسرے اولیاء مثیل انبیاء ہیں - پر وہ فی الحقیقت نبی نہیں"

کیا کوئی عقلمند ہے - جو اس فقرہ کو سن کر یہ کہے - کہ مسیح موعود کبھی نبی نہیں - میں یقین سے کہتا ہوں - کہ ہر عاقل بالغ اس کا منشاء یہی بیان کرے گا - کہ مسیح موعود درحقیقت نبی اللہ ہے - اور دوسرے اولیاء مثیل انبیاء ہیں و بس -

خلاصہ بحث

تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے - کہ :-

فان القران اکمل وطہر الشریعۃ

کا جملہ اس امت میں ایک نبی اور ہزارہا مثیل انبیاء ہونے کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا ہے - نہ کہ نبوت کی نفی کے لئے - جیسا کہ اکثر ہوتا ہے - کہ متکلم اپنا دعوے بیان کرکے آخر میں دلیل دیتا ہے - اسیطرح یہاں پہلے دو دعوے بیان کئے ہیں

(پہلا دعویٰ) اس امت میں سے ایک نبی اللہ کا ظاہر ہونا اور

(دوسرا دعویٰ) ہزارہا مثیل انبیا کا پیدا ہونا

پھر یہ دلیل دی ہے - کہ فان القران اکمل وطہر الشریعۃ اس جملہ کا تعلق دونوں دعووں کے ساتھ ہے - اور معانی کو سمجھنے کیلئے اگر ہم الوصیت کی عبارت کی طرح مواہب الرحمٰن کی عبارت کو پڑھیں - یعنی جملہ فان القران اکمل وطہر الشریعۃ کو "بانہٗ خاتم الانبیاء" سے پہلے رکھ دیں - تو عبارت یوں ہو گی

نؤمن ان القران اکمل وطہر الشریعۃ و نؤمن بان محمداً خاتم الانبیاء لا نبی بعدہٗ الا الذی ربی من فیضہٖ و اظہرہٗ وعدہٗ ولہ مکالمات و مخاطبات مع اولیاء فی ہذہ الامۃ انہم یعطون صبغۃ الانبیاء لیسوا النبیین فی الحقیقۃ

اس طرح معنے بالکل صاف سمجھ میں آجاتے ہیں - اور دوسرے شیطانی نور گدور ہو جاتا ہے - فہو المراد - عمر الدین احمدی از شملہ

ممالکِ غیر کی خبریں

ترکی قوم پرست لیڈر گرفتار کر لئے گئے

قسطنطنیہ ۔ ۲۹ جون ۔ کل ایک زبردست برٹش بیڑے نے سوڈانیہ پر حملہ کیا جس سے بحری فوج کی ایک جماعت خشکی پر اتری ۔ اس نے کئی قوم پرست لیڈروں کو جن میں بندرگاہ کا کمان افسر بھی تھا ۔ گرفتار کر لیا ۔ شہر کا گورنر مختصر سی ترکی فوج کے جنگی جہازوں کو دیکھتے ہی بھاگ گیا ۔ ایک اعلان باشندگان کو سنایا گیا جس میں بیان کیا گیا ۔ کہ تعزیری کارروائی عمل میں آئی ہے ۔ کیونکہ عارضی صلح کی شرائط کی بہت سی خلاف ورزیاں کی گئیں ۔ اور برٹش افسروں کے خلاف اشتعال انگیز رویہ روا رکھا گیا ۔

محاذ شتلجہ پر برطانوی قبضہ

برطانوی افواج نے قسطنطنیہ کے بیرونی حفاظتی خطوط شتلجہ پر قبضہ کر لیا ہے ۔

دردانیال کے قلعے منہدم کر دیئے گئے

لنڈن ۔ ۲۹ جون ۔ قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے ۔ کہ اتحادیوں نے دردانیال کے قلعوں کو بالکل منہدم کر دیا ہے ۔

وزیر اعظم ترکی کا جواب شرائط کی تنسیخ کرتا ہے

لنڈن ۔ ۲۹ جون ۔ ٹائمز کو پیرس سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ ترکی نمائندے رشید بے اور جلال پاشا ایک تیلمادہ سلطانی لے کر پیرس آ رہے ہیں ۔ اس ارادہ سے کہ اس میں وہ اختلافی تجاویز ہیں ۔ جو وزیر اعظم ترکی جواب سے جو یہ کہتے ہیں ۔ کہ اس کے سوا کچھ جواب نہیں ہو سکتا مختلف ہیں ۔ وزیر اعظم ترکی کے جواب کے مضمون کا ابھی اعلان نہیں ہوا ۔ مگر اس کے متعلق رپورٹ کی گئی ہے ۔ کہ وہ شرائط صلح کی تردید کا ہم معنے ہے ۔

کوچک خان کے وعدے بالشویکوں کے ساتھ

ایران کے سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ کوچک خان نے بالشویکوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے ۔ جنہوں نے وعدہ کیا ہے کہ تمام ایران کی جمہوریت کے صدر ہونے کے لئے کوچک خان کی کوشش میں مدد دینگے ۔

ہندوستان کی خبریں

ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد پٹیالوی چل بسا

ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی یکم اور دو جون سنہ ۱۹۲۰ء کی درمیانی شب میں خدائی وعدوں کے مطابق مخذول و مطرود بحالت گمنامی مرض سل میں چند ماہ مبتلا رہ کر مر گیا ۔

حضور نظام دکن مسلمانوں کا دیا ہوا خطاب واپس کرتے ہیں

ہز اگزالٹڈ ہائنس نظام حیدرآباد نے اپنے ایک تازہ فرمان مورخہ ۲۸ جون میں خطاب محی الملۃ والدین کی نسبت بیان کیا ہے ۔ کہ یہ خطاب انہوں نے خود خواہش کر کے حاصل نہیں کیا ۔ بلکہ پبلک نے خود اپنی خواہش سے دیا تھا ۔ اور اس خیال سے کہ لوگ مایوس نہ ہوں میں نے اپنی خاموشی سے منظوری کا اظہار کیا ۔ میرے لئے میرا خاندانی خطاب آصف جاہ نظام الملک مع وفادار دوست سلطنت انگلشیہ اور جدید خطاب اگزالٹڈ ہائنس کا بہت کافی ہے ۔ اس کے مقابلہ میں کوئی اور خطاب ایسا ہے جیسا کہ سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ۔

حاجیوں میں سیضہ نہیں رہا

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے ۔ کہ بمبئی میں عازمین حجاز کے مسافرخانوں میں اب ہیضہ نہیں رہا ہے ۔ عازمان حجاز کو بمبئی آنا چاہیئے ۔

ایک پادری پر جعلسازی اور غبن کا الزام

سینٹ پیٹرچرچ کے پادری لیوبری کو کلکتہ پولیس نے جعلسازی اور چیک کے ۱۰ ہزار روپیہ کے غبن کرنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے ۔ چونکہ ملزم برطانوی رعایا ہے اسلئے اسکی استدعا پر مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ علی پور کی عدالت میں بغرض سماعت منتقل کیا گیا ہے ۔

آئرش فوج نے جالندھر میں ہتھیار رکھ دیئے

انگلینڈ سے آخری ڈاک موصول ہونے پر جالندھر کی کناٹ رینجرز میں ان بیانات کے باعث جو آئرلینڈ کے متعلق اخبار میں چھپے ۔ بہت ہلچل مچی ۔ ایک چوتھائی حصہ کرنیل کا وفادار رہا ۔ مگر باقی فوج نے ہتھیار رکھ دیئے ۔ اور گولی بارود واپس کر دی ۔ اگرچہ ان کا برتاؤ اپنے افسروں سے مؤدب رہا ۔ مگر انہوں نے افسوس سے ظاہر کیا ۔ کہ ہم اپنے وطن کے دوستوں کی ہمدردی کی وجہ سے اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر ہیں ۔ ان کو علیحدہ کیمپ میں رکھا گیا ہے ۔ بعد کی سولن کی خبر ہے ۔ کہ جب یہ خبر وہاں کے دستہ کو ملی ۔ بعض آدمیوں نے ہتھیار اور کارتوس لینے چاہے ۔ لیکن گارڈ نے فوراً دو آدمیوں کو گولی سے مار ڈالا ۔ اور ایک زخمی کر دیا ۔ اب بالکل امن ہے ۔

مولوی احمد سعید دہلوی کا ڈیرہ دون سے اخراج

مولوی احمد سعید واعظ دہلوی ڈیرہ دون میں وعظ کیلئے ۲۶ جون گئے تھے ۔ اور اسٹیشن پر ہی انکو دہلی واپس ہونے کے احکام دیئے گئے ۔

کلکتہ میں قومی تجارتی انسٹیٹیوٹ

کلکتہ میں تجارتی تعلیم کے ایک انسٹیٹیوشن کا حال میں افتتاح کیا گیا ہے ۔ یہ انسٹیٹیوشن ”انڈین نیشنل انسٹیٹیوٹ آف کامرس“ کے نام سے ۳۲ کولوٹولہ اسٹریٹ میں کھولا گیا ہے ۔ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کے تجارتی و کاروباری انسٹیٹیوشنوں کے امتحانات کے لئے طلباء کو طیار کرنے کا کام اس نے اپنے ذمہ لیا ہے ۔ جو پروگرام و نصاب ان امتحانات کیلئے ترتیب دیا گیا ہے وہ نہایت مکمل و قابل اطمینان بتایا گیا ہے ۔

آئندہ مردم شماری کی تاریخ

تمام حصص ملک کے حالات پر غور کرنے کے بعد ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کی شب مردم شماری کی آخری پڑتال کے لئے معین کی گئی ہے ۔

جنگ افغانستان کیلئے تمغہ

گذشتہ جنگ افغانستان اور سرحدی کشمکش سنہ ۱۹۱۹ء میں شامل ہونے والوں کے لئے فوجی حکم میں ایک تمغے کی منظوری دیگئی ہے ۔ اس پر ”افغانستان اور صوبہ سرحدی سنہ ۱۹۱۹ء“ کی عبارت درج ہوگی ۔ اس کے متعلق مزید تفصیلات کا عنقریب اعلان ہوگا ۔ جس سے قبل اس جنگ کے متعلق کوئی تمغہ استعمال کرنا جائز ہے ۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ٹائم ٹیبل کے ایجنٹ کا اعلان ۔

ماہ مارچ میں جو ٹائم ٹیبل مرتب کیا گیا تھا ۔ ۱۲ جون سے اسکے مطابق گاڑیوں کی آمد و رفت میں کوئی فرق نہیں ۔ آئندہ ٹائم ٹیبل پھر یکم جولائی سے عملدرآمد ہوگیا ۔ اس میں چند معمولی تبدیلیاں عمل میں آئینگی ۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب جاجی یانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)